علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

تحریر حافظ وسیم اختر ملک راولپنڈی

جب بھی علامہ احسان الٰہی ظہیر کا نام لیا جاتا ہے تو ذہن میں ایک مرد جری عالم باعمل' بے داغ سیاستدان' شعلہ بیاں مقرر اور باطل قوتوں کے لئے شمشیر برہنہ کا خاکہ ابھرتا ہے ۴۵ برس کی مختصر عمر میں ۷ ماسٹر ڈگریاں اور علوم اسلامیہ میں عالم اسلام کی مشہور یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی شہادہ عالیہ کی سند رکھنے والا یہ نوجوانوں واقعتاً" علامہ کہلانے کا حقدار تھا۔ ۱۹۷۰ء میں مدینہ یونیورسٹی سے اس اعزاز کے ساتھ فارغ ہوا کہ ۹۲ ممالک کے زیر تعلیم طلبا میں ساڑھے ترانوے فیصد نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ کسی عرب یونیورسٹی سے ایک عجمی نوجوان کا اس امتیاز سے فارغ ہونا پاکستان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ سیالکوٹ کی مشہور شیخ برادری سے تعلق رکھنے والے اس عظیم نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں عزت و شہرت عطا کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جماعت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ نے علامہ ظہیر کی خداد داد صلاحیتوں کو بھانپتے ہوئے اہلحدیث کے اہم مرکز اور برصغیر پاک و ہند کی سب سے قدیم مسجد چینیانوالی لاہور میں آپ کو خطابت کی ذمہ داری سونپی یاد رہے۔ یہ وہی تاریخی مسجد ہے جہاں مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور مولانا داؤد غزنویؒ جیسی نابغہ عصر شخصیات خطابت کی ذمہ داریاں سرانجام دے چکی تھیں اور یہ وہی مسجد ہے کہ جہاں کے ایک غیور غازی غازی علم دین شہید نے شاتم رسول راجپال کو واصل جنہم کیا تھا۔ عملی سیاست میں علامہ شہید نے ایوبی دور میں قدم رکھا بقول شاعر

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
راہنماؤں کے لئے دارورسن قائم تھے
خانزادوں کے لئے مفت کی جاگیریں تھیں

اقبال پارک میں عید کے اجتماع سے آپ کے خطاب کو آپ کی پہلی سیاسی تقریر کہا جا سکتا ہے۔ اسی تقریر کے بارے میں آغا شورش کاشمیریؒ نے علامہ احسانؒ کو مخاطب کر کے کہا تھا "میں خود بھی فن خطابت میں بہت دسترس رکھتا ہوں مگر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ احسان الٰہی! اگر تم آئندہ خطابت چھوڑ دو تو تمہاری صرف اسی ایک تقریر سے تمہیں برصغیر کے چند بڑے خطیبوں میں شمار کیا جا سکے گا" یحییٰ خان کے دور حکومت میں نماز جمعہ کے خطبات اور عیدین کے موقع پر آپ کلمہ حق بلند کرتے رہے اور بھٹو کے تاریک دور حکومت میں جب کہ بڑے بڑے لیڈر بھٹو کے متعلق زبان کھولنے سے گھبراتے تھے آپ کی تقریر و تحریر میں تلوار کی کاٹ اور باطل کے مٹانے کے لئے طبیعت

میں حد درجہ جارحیت نمایاں تھی۔ سوشلزم کا پردہ چاک کرنے کے لئے اس نوجوان عالم دین نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اسلام سے محبت اور نظریہ پاکستان سے عقیدت آپ کے رگ و ریشے میں رچی بسی ہوئی تھی۔ سقوط مشرقی پاکستان کے دوسرے روز اس اکتیس سالہ نوجوان نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا وہ اسلام اور نظریہ پاکستان سے آپ کی بے پناہ محبت کا عکاس ہے آپؒ نے یحییٰ خان کو مخاطب کر کے کہا "تمہیں معلوم ہے کہ آج مکہ اور مدینہ کے گھروں میں کہرام مچا ہے تمہیں کیا پتہ ہے کہ بیت المقدس آج لٹا ہے۔ تمہیں کون بتلائے کہ آج فاروق اعظمؓ کی روح کتنی بے چین ہے۔ اسی فاروقؓ کی جس نے آتش پرستوں کے وجود کو مٹا دیا تھا ان ہی آتش پرستوں کا ایک کمانڈر مانک شاہ آج مسلمانوں کی لاشوں پر قہقہے لگا رہا ہے تمہیں کیا خبر ہے کہ ہم پر کیا گذری ہے؟ خدا کی قسم ہم یہ چاہتے تھے کہ آج ہم زندہ نہ ہوتے اور ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا کاش آج سے پہلے ہم مٹ چکے ہوتے اور تم اتنے بدبخت ہو تم اتنے سنگ دل ہو تمہارا دل اس قدر پتھر ہو چکا ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ آج اسلام پر کیا بیت گئی ہے۔ تم ٹس سے مس نہیں ہوتے آج تمہاری سنگ دلی نے اسلام کو ڈبویا۔ مسلمانوں کو ڈبویا ہے جاؤ! مجھے پھانسی پہ لٹکا دو میں یہ کہتا ہوں اور بر سر منبر کہتا ہوں شرابیوں نے اس ملک کو ڈبویا اور زانیوں نے اس کو ڈبویا ہے آج تم نے محمد عربیؐ کی امت سے ان کے سر کی اوڑھنی چھین لی ہے۔ آج مسلمان امت' اس کی آبرو' اس کی حرمت مٹ چکی ہے اس کا وقار لٹ چکا اور اس کی عفت کٹ چکی ہے وہ لوگ غلط سوچتے ہیں جو کہتے ہیں بنگالیوں کا وطن گیا۔ بنگالیوں کا وطن نہیں گیا محمدؐ کی الاٹمنٹ پر چھاپہ مارا گیا ہے۔ سرور ہاشمیؐ کے دیس پر ڈاکہ پڑا ہے۔ چٹاگانگ کی سرزمین رب ذوالجلال کی قسم تو مجھے اتنی ہی پیاری ہے جتنا لاہور اور سیالکوٹ پیارا ہے"

غور کیجئے تقریر کے اس حصے کے ایک ایک لفظ سے آپ کی وطن سے محبت اسلام سے عقیدت اور وطن کے ٹوٹنے کا کرب عیاں ہے آپؒ نے مزید فرمایا "اس قوم کو نور جہاں کی ضرورت نہیں خالد ابن ولیدؓ کی ضرورت ہے اس قوم کو کنجروں کی ضرورت نہیں۔ طارق بن زیادہؒ کی ضرورت ہے اس قوم کو ہیجوں اور گویوں کی ضروت نہیں' عمرو ابن العاصؓ اور ابو عبیدہؓ ابن الجراح کی ضرورت ہے اس قوم کو میراثیوں کی ضرورت نہیں محمد ابن قاسمؒ اور محمود غزنوی کی ضرورت ہے"

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

آپؒ کی خطابت میں ابو الکلام آزاد کی سی روانی شورش جیسی لفاظی سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ جیسی بذلہ سنجی اور مولانا ظفر علی خانؒ جیسی حاضر جوابی پائی جاتی تھی۔

مشرقی پاکستان کے سقوط کے بعد جب بھٹو نے بنگلہ دیش منظور کرنے کے لئے کوشش شروع کیں تو آپ نے اس فیصلے کی پرزور مذمت کی اور بنگلہ دیش نامنظور کے نام سے زبردست تحریک چلائی اس

تحریک کی پاداش میں آپ کو جیل بھی جانا پڑا مگر آپ کے پایہ استقلال میں اور عزم صمیم میں لرزش نہ آئی بھٹو دور حکومت میں بھی آپ پیپلز پارٹی کی فسطائی اور نام نہاد جمہوری حکومت کے خلاف آواز حق بلند کرنے والے ہراول دستے میں نمایاں رہے جہاں آپ نے اپنی تقریروں میں پیپلز پارٹی اور بھٹو کی "خفی و جلی" خدمات کو عوام الناس میں بے نقاب کیا وہاں آپ کے قلم نے بھی اس جہاد میں بھرپور حصہ لیا۔ چنانچہ "ترجمان الحدیث" "الاعتصام" اور "اہلحدیث" کے فائل آج بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کرتے رہے۔ اگست ۷۱ء کے ترجمان الحدیث میں آپ نے بھٹو کی ۷۰ کے الیکشن میں کامیابی کے بارے میں لکھا کہ "دور ایوبی میں آپ نے جو خفی اور جلی خدمات سرانجام دیں اس سے بھی ایک زمانہ واقف ہے ..... بہرحال اپنے ماضی اور ایوبی آمریت کی خدمت کے باوصف اس غیر متوقع کامیابی نے جناب بھٹو کو آپ سے باہر کر دیا اور بجائے فروتنی و انکساری کے کبر و نخوت اور رعونت و فرعونیت کے پیکر بن گئے اور دیوئی اقتدار وصال سے شادکام ہونے سے پیشتر ہی اپنے سیاسی مخالفین کو اسی طرح کچلنے اور مسلنے کی دھمکیاں دینے لگے گویا کہ وہ ان کے دیس کے باسی اور ان کی قوم کے فرد ہی نہیں رہے" بھٹو حکومت کے پنجاب کے وزیر اعلیٰ حنیف رامے نے اپنی وزارت کے زمانہ میں لاہور اسمبلی ہال میں شہر کے تمام مکاتب فکر کے نامور علماء کو مدعو کیا اس اجلاس میں علامہ ظہیر بھی مدعو تھے رامے صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں قرآن کا ایک طالب علم ہوں لیکن پورے قرآن میں (نعوذ باللہ) مجھے کہیں اسلامی دستور نظر نہیں آیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ علماء میں راست بازی اور جرات اظہار نہیں ہے وہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے دب جاتے ہیں مجلس میں موجود علماء سوء ماشاء اللہ اور سبحان اللہ کہہ کر رامے صاحب کی خوشامد میں مصروف تھے۔ رامے صاحب کی تقریر ختم ہوئی تو علامہ ظہیر از خود اٹھے اور حنیف رامے کے پاس سٹیج پر جاکر مائک سنبھال لیا اور وزیر اعلیٰ کو مخاطب کر کے کہا اگر قرآن میں اسلامی دستور نہیں تو بتاؤ پھر قران میں ہے کیا؟ قرآن نے خدائی احکام کے بغیر باقی سب کو طاغوت قرار دیا ہے قرآج تم جیسے کج فکر، کج فہم اور کج ذہن انسانوں کو طاغوت ہی قرار دیتا ہے قرآن کے ایک ایک لفظ میں اسلام کا دستور حیات مضمر ہے قرآن اسلامی دستور کی بنیادی دفعات کے متن کی حیثیت رکھتا ہے سرور کائنات کے فرمودات اس کی تشریح توضیح اور تفسیر کی حیثیت رکھتے ہیں قران کریم ہی رسول اللہؐ کی تشریعی حیثیت کو جابجا زور دار الفاظ سے واضح کرتا ہے اطاعت رسول" اتباع رسولؐ اور اسوہ رسول کا دوسرا نام اسلامی دستور ہے اس کے بعد آپ نے مختلف قرآنی آیات کا حوالہ دیا۔ علامہ صاحب کی اس جرات اور دلیری پر تمام مجمع الحمد للہ کہہ رہا تھا علامہ صاحب نے بے باکی سے کام لیتے ہوئے حنیف رامے کو مخاطب کر کے کہا کہ ایک عالم بیس برس سے اوقاف کی مسجد کا خطیب ہے وہ بالواسطہ آپ کا ملازم ہے اب اگر وہ جرات اظہار سے کام لیتا ہے راست بازی اور صداقت شعاری کا ثبوت دیتا ہے تو رامے

صاحب اور اس کے یمین و یسار اولاً اسے مسجد کی امامت و خطابت سے موقوف کر دیں گے ثانیاً" اسے مسجد سے اٹھا کر سینکڑوں میل دور افتادہ مقام پر اس کا تبادلہ کر دیں گے اب تمہی بتاؤ کہ وہ جرات اظہار کیسے کر سکتا ہے اور راست بازی کا ثبوت کیسے بہم پہنچا سکتا ہے؟ کیونکہ اس کے سر پر تمہارے اختیار و اقتدار کی تلوار لٹکتی ہے میں تمہارا ملازم نہیں! میں تمہیں روکتا بھی ہوں اور ٹوکتا بھی ہوں اور انشاء اللہ ہمیشہ احتساب کا ڈنڈا بن کر تمہارے سر پر لٹکتا رہوں گا رامے صاحب کی پیشانی پسینے سے شرابور ہو رہی تھی اور پوری طرح سے پسینے چھوٹ رہے تھے علامہ صاحب کی بے باکی اور حق گوئی نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے چہرے کا رنگ فق کر دیا تھا۔ علامہ صاحب کے بعد مختلف علماء کو خطاب کی دعوت دی گئی مگر کسی عالم نے اس کے سوا کچھ نہ کہا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے خطاب کے بعد مزید کسی بات کی گنجائش نہیں مجلس کے خاتمہ پر ایک حنفی بزرگ نے فرمایا احمد بن حنبلؒ کا جانشین اہل حدیث ہی ہو سکتا ہے ایک اور بزرگ نے کہا احسان الٰہی ظہیر تمہی ابن تیمیہؒ کے وارث ہو سکتے ہو۔

آپ کی جرات و حق گوئی کا ایک اور واقعہ آپ کے زمانہ طالب علمی میں مدینہ یونیورسٹی میں پیش آیا دارالعلوم دیو بند کے سابق مہتمم اور مشہور عالم دین مولانا قاری محمد طیب مرحوم مدینہ یونیورسٹی تشریف لائے یاد رہے کچھ عرصہ قبل دارالعلوم دیو بند سے بہت سے اہل حدیث طلباء کو صرف ان کے اہل حدیث ہونے کے "جرم" میں دارالعلوم سے نکال دیا گیا تھا قاری طیبؒ صاحب جب وقفہ سوالات میں طلباء کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے تو اس باغیرت سلفی نوجوان نے دوسرے اہلحدیث طلبہ کے تعاون سے ناقابل تردید شواہد پیش کرتے ہوئے قاری صاحب سے یہ سوال کر ڈالا کہ اگر یہ دارالعلوم سارے مسلمانوں کی درس گاہ ہے تو اس سے پہلے اہل حدیث طلبہ اہل حدیث ہونے کے جرم میں کیوں نکالے گئے؟ اس غیر متوقع سوال نے قاری صاحب مرحوم کو اتنا جزبز کر دیا کہ سارے غیر اہل حدیث طلبہ نے ان کی مدد کرنے کی کوشش کی مگر مدلل حوالوں کے سامنے ان کی ایک بھی نہ چل سکی۔ ایک موقع پر آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا "مجھے حق گوئی و بے باکی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی کیونکہ میں نے اپنی جان' جسم' مال اور عزت کو اپنے رب کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے وقف کر رکھا ہے میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں" پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ان پر ایک وقت تقریباً ۳۲ مختلف مقدمات درج تھے جن میں بعض قتل کے کیس بھی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ ادنیٰ بندہ اور اسلام کا بے باک سپاہی اپنے مشن پر ڈٹا رہا یہ وہ دور تھا کہ جب بڑے بڑوں کے پتے پانی ہو گئے۔ غلام مصطفیٰ کھر نے ان پر ہر طرح سے دباؤ ڈالا حتیٰ کہ گورنر ہونے کے باوجود خود اس نے تھانے میں آپ کے خلاف قتل کی رپٹ درج کروائی آپ پر کئی بار قاتلانہ حملے کروائے گئے دلائی کیمپ میں کئی روز تک تشدد کیا گیا رمضان المبارک میں بحالت روزہ آپ پر وحشیانہ تشدد کیا گیا اور کئی روز آپ کو

مسلسل بھوکا پیاسا رکھا گیا جس کے باعث آپ کو ۱۰۴ درجے بخار ہو گیا اسی حالت میں آپ کو بیڑیاں ڈال کر اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا کر ہسپتال پہنچایا گیا لیکن اس کے باوجود ظالم و جابر حکومت آپ کے عزم و استقلال کو متزلزل نہ کر سکی۔ تحریک استقلال میں بھی آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا کچھ حصہ گزارا اور جلد ہی اپنی خدا داد صلاحیتوں اور اعلیٰ قابلیت کی بنا پر تحریک کے سیکرٹری اطلاعات منتخب ہوئے۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی آپؒ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس موقع پر جب تحریک کے اکثر قائدین کو پس دیوار زنداں جانا پڑا تو آپ نے تحریک استقلال کے قائم مقام سربراہ کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں اصغر خان نے جب قومی اتحاد سے علیحدگی اختیار کی تو آپ نے اس اقدام کی زبردست مخالفت کی اور تحریک استقلال سے احتجاجاً استعفیٰ دے دیا تحریک استقلال سے مستعفی ہونے کے بعد علامہ احسان نے جمعیت اہل حدیث کو از سر نو فعال کرنے کے لئے سرگرمیاں شروع کیں اور مختصر وقت میں جمعیت اہلحدیث کو ایک مضبوط سیاسی قوت بنا دیا جمعیت اہل حدیث کو منظم کرنے کے بعد آپ نے ملک بھر میں بڑے بڑے سیاسی جلسے کیے ۱۸ اپریل ۸۶ میں موچی دروازہ لاہور میں منعقدہ جمعیت اہلحدیث کا جلسہ پاکستان میں اہلحدیث کا سب سے بڑا جلسہ تھا جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی اہلحدیث نوجوانوں کو منظم کرنے کے لئے آپ نے اہل حدیث یوتھ فورس کے نام سے ایک مضبوط اور فعال تنظیم قائم کی علامہ ظہیر نے اہل حدیث یوتھ فورس کو اس طرح منظم کیا کہ اس کا ہر فرد و رکن اللہ تعالیٰ کا مجاہد اور محمد عربیؐ کا دیوانہ نظر آتا تھا انہی کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج اہلحدیث یوتھ فورس کے نوجوان سینکڑوں کی تعداد میں اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ شہادت گہہ افغانستان میں شجاعت و بہادری کا ایک نیا باب رقم کر رہے ہیں امام ابن حنبلؒ کی دعوت و عزم و ہمت کے نقیب ابن تیمیہؒ اور شاہ شہیدؒ کے قافلہ حق کے جانشین اور علامہ شہید کے تربیت یافتہ یہ نوجوان اہلحدیث کی عظمتوں کے امین ہیں جمعیت اہل حدیث بہت تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہی تھی اور اس کے پاس مقررین اور واعظین کی ایک بڑی کھیپ تھی میرے خیال میں مجلس احرار کے بعد غالباً" جمعیت اہل حدیث ہی وہ جماعت ہے جسے وافر تعداد میں شعلہ بیان مقررین کی خدمات حاصل تھی۔ ضیاء الحق کے دور میں بھی آپ نے حکومتی کج رویوں کا پردہ پوری جرات و بے باکی اور دیانت داری سے چاک کیا اور مارشل لاء حکومت کے ہر غیر آئینی اور غلط اقدام کی پر زور اور ببانگ دہل مذمت کی عشق رسولؐ آپ کے رگ و پے میں رچا بسا تھا آپ کی ہر تقریر اور تحریر میں عشق رسول اور محبت صحابہؓ کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ ۱۹۸۶ء میں جناح ہال لاہور میں سیرۃ النبی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضور اکرمؐ کی مدح سرائی کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا

او اہلحدیثو! آج چھوٹی چھوٹی باتوں پہ دل شکستہ ہو جاتے ہو' آج معمولی معمولی طعنوں سے گھبرا جاتے ہو۔ او جب بھی دل میں ملال آئے تو مدینے والے تاجدار کو دیکھ لیا کرو۔ تم اس سے بڑے تو نہیں ہو۔

رب کی نظر میں اس سے عزیز تر نہیں ہو' اور وہ تو تھا جب چلتا تھا تو ہوک اٹھتی تھی تو کائنات بدل جاتی تھی' وہ تو وہ تھاؐ کہ جس کی حرکتوں کو رب نے قرآن کے حروف بنا دیا تھا' وہ تو وہ تھا کہ جس مسجد میں اس نے نماز پڑھی تھی' اس مسجد میں رب نے نماز کو ایک لاکھ نماز بنا دیا تھا۔ وہ تو وہ تھا کہ جس قبرستان میں اس نے دعا مانگی تھی۔ رب نے اس قبرستان کو جنت قرار دے دیا تھا۔ او وہ تو وہ تھا کہ جس جگہ وہ خود لیٹا تھا وہ روضتہ من ریاض الجنتہ بن گئی وہ تو وہ تھا کہ جب آنکھ اٹھاتا تھا جبرائیل کی پیشانی پہ بل پڑتے تھے۔ فاروقؓ تلوار بدست ہو جاتے تھے وہ تو وہ تھا! کہ جب اس کی پیشانی پر شکن پڑ جاتی تھی تو کائنات کی شکن چشم آلود ہو جاتی تھی وہ تو وہ تھا! جس کے ادنیٰ اشارہ ابرو پر کٹ جانا لوگ اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے وہ تو وہ تھا کہ لوگ اس کے وضو کے قطروں کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے او وہ تو وہ تھا! کہ جس پر اس کی نگاہ پڑھ جاتی جنہم اس پر حرام ہو جاتی تھی"

علامہ ظہیر کی تقریریں دلوں سے مخلوق کا خوف نکال کر صرف خدائے واحد سے ڈرنے کا سلیقہ دیتی تھیں ان کی تقریریں انسانوں کو نڈر اور دلیر کر دیتی تھیں ان کی خطابت عوام میں جوش و جذبہ اور اپنے حق کے لئے لڑنے کا حوصلہ پیدا کرتی تھیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر حق گوئی اور بے باکی میں احمد بن حنبلؒ اور مالک بن انسؒ کی یاد دلاتے تھے۔ عشق رسولؐ کا اظہار آپ کی تقریروں میں اکثر نظر آتا ہے ایک جگہ آپ نے فرمایا "اللہ! کاش ہم وہ پیغمبر ہوتے جو نبیؐ کے قدموں کو چوما کرتے تھے۔ کاش ہم کپڑے کی وہ ٹاکیاں ہوتیں جو خدیجتہ الکبریٰؓ نبیؐ کے زخموں پر رکھا کرتی تھیں کاش! ہم بھی اس وقت ہوتے اور اپنے آقا کے چہرے کو دیکھ کر اپنی آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام کر لیتے کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کو سرور گرامیؐ کے رخ زیبا کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی قسمت کا کیا کہنا ہے کہ وہ تو انسان تھے اللہ نے ان بستیوں کو مقدس بنا دیا ہے کہ جن بستیوں نے میرے آقاؐ کے چہرے کو دیکھا ہے وہ بستیاں مقدس ہو گئی ہیں"

علامہ صاحب کی ایک خوبی شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہو علامہ صاحب نے کئی برس چینیانوالی مسجد لاہور میں خطابت کی ذمہ داریاں بطریق احسن انجام دیں لیکن آپ نہ صرف یہ کہ انتظامیہ سے کسی قسم کا مشاہرہ وصول نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی جیب سے ہر سال ہزاروں روپے مسجد فنڈ میں جمع کرواتے تھے اس کے علاوہ بے شمار دوسری مساجد اور مدارس میں بھی آپ گاہے بگاہے عطیات اپنی ذاتی جیب سے بھجواتے رہتے تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر کو فرق کے موضوع پر اتھارٹی کا درجہ حاصل تھا آپ کی اکثر کتب کا موضوع فرق ہے بعض لوگ آپ پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے فرق کے موضوع پر کتب لکھ کر فرقہ واریت کو بہت ہوا دی ہے جس کے جواب میں آپ نے ایک انٹرویو میں کہا تھا "میں نے فرق پر کتابیں لکھ کر اسلام کی خدمت کی ہے۔ تفرقہ نہیں پھیلایا' فرق بتلایا ہے کہ لوگوں کو نبی اکرمؐ کے اسلام کی

طرف پلٹنے اور اسلام کو صرف قرآن و سنت کے مطابق دیکھنے کی ترغیب دی ہے" دوسرے الفاظ میں

حضورؐ کے اقوال پھول ہیں اور بدعات ہیں کانٹے
ہم کانٹوں کو پھولوں سے جدا کرتے ہیں اور کرتے ہی رہیں گے

عالم اسلام کے مشہور سکالر ڈاکٹر عطیہ سالم کے بقول "علامہ احسان الٰہی ظہیر کی کتب ہر اس طالب علم کے ہاتھ میں مضبوط اسلحہ کی مثل ہیں جو دین اسلام کی تعلیمات کا دفاع کرنا چاہتا ہو" آپ مستجاب الدعوات بھی تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ رب العزت میری دعا ضرور قبول کرتا ہے "سفر حجاز" میں علامہ شہید ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ مدینہ یونیورسٹی میں طالب علمی کے دور میں ایک دن مجھے گردہ کا شدید درد ہوا ساتھی فوراً ہسپتال لے گئے ڈاکٹروں نے۔ چیک اپ کے بعد آپریشن کرنے کا خیال ظاہر کیا اور مجھے داخل کر لیا گیا آپریشن سے مجھے سخت الرجی ہے میں نے کوشش کی کہ آپریشن کے بغیر ہی جان چھوٹ جائے لیکن بات نہ بنی خیر میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مکہ کے لئے ٹیکسی بک کراؤ ساتھی ٹیکسی لے آئے اب مسئلہ تھا کہ ہسپتال سے کیسے نکلا جائے کیونکہ ہسپتال میں بڑی سختی تھی بغیر اجازت باہر نہیں نکلا جا سکتا تھا خیر جیسے تیسے کر کے دیوار پھاندی اور بیت الحرام پہنچے باب بنی شیبہ سے بیت الحرام میں داخل ہوئے طواف کے بعد ملتزم سے چمٹ کر خوب دل کھول کر رویا اور رب العزت سے دعا کی اور دعا کرتے کرتے نقاہت اور کمزوری کے باعث گر پڑا ساتھیوں نے آب زمزم پلایا تھوڑی دیر بعد پیشاب کی حاجت ہوئی حرم سے باہر طہارت خانے میں جا کر جو پیشاب کیا تو آدھ انچ سے لمبی اور دو سوتر سے موٹی پتھری نکل کر باہر آپڑی باہر نکل کر دوستوں کو جو بتایا تو وہ خدا کی قدرت پر دنگ رہ گئے" اسی طرح آپ اکثر اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا اور جنت البقیع میں آخری آرام گاہ کی خواہش کیا کرتے تھے اور اکثر رب العالمین سے اسی خواہش کی تکمیل کے لئے دعا گو رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور آپ کو شہادت کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور جنت البقیع میں جگہ بھی ملی جنت البقیع میں آپ ایسی جگہ سپرد خاک ہیں کہ جہاں آپ کے ایک طرف امام مالک بن انسؒ دوسری جانب حضور اکرمؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ اور تیسری جانب امام نافع اور چوتھی جانب رسول اللہؐ کے لخت جگر حضرت ابراہیمؓ کی قبر ہے۔

تو اگرچہ جلوہ فرما خلد کی محفل میں ہے
اب ظہیر محترم تو جاگزیں ہر دل میں ہے